بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — اللہ — نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اللّٰہ نور السمٰوٰت والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا

زنانہ اخبار — مہینے میں دو بار

مصباح

۱۵ر فروری ۱۹۳۱ء — ۲۶ر رمضان المبارک ۱۳۴۹ھ

چندہ سالانہ ۲ روپیہ ۸ر

نمبر ۵ — جلد ۵

ایڈیٹر قاضی محمد ظہور الدین اکمل

قادیان دارالامان سے یکم و پندرہ کو شائع ہوتا ہے

KHILAFAT LIBRARY

فہرست مضامین

ہلال عید صفحہ ۲	
دنیا میں امن قائم رکھنے کا واحد ذریعہ صرف احمدیت ہے ۳-۶	محترمہ افتخار اختر صاحبہ بنت شیخ محمد حسین صاحب
فوائد تعلیم النسواں ۶-۷	آمنہ خاتون (مولوی) قادیان
راز کامیابی ۷-۸	محترمہ لئیقہ خاتون کلکتہ
وسطی افریقہ کے آدم خور ۸-۱۲	محترمہ کنیز فاطمہ بانو جودھپور
پابندی نماز و زکوٰۃ ۱۲-۱۴	محترمہ عزیزہ بیگم منٹگمری
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں پڑھو ۱۵-۱۷	محترمہ سعیدہ بیگم صاحبہ والدہ عبدالحی قادیان
نمازوں کی فلاسفی ۱۷-۱۹	لیاقت زمانی صاحبہ بلب گڈھ
عید کا مصافحہ صفحہ ۲۰	منقول

ہلال عید

عالمِ اسلام پر چھائی مسرّت کی گھٹا
غرّۂ شوّال لایا مرہم کافور ساتھ
الوداع اے یاس و حسرت رخصت اے دردِ فراق
دن چڑھا خوشیوں کا اُن قربانیوں کے اجر میں
بزمِ مُسلم ہو گئی آراستہ پیراستہ
آج کی سج دھج نمونہ دے گئی فردوس کا
آج دامانِ تمنّا کا بھلا کیا پوچھنا
مضطرب ہے مضطرب دل بھی نظر آتا ہے شاد
ہر طرف سے عیش و عشرت کی صدائیں آتی ہیں

روح پرور پھر زمانہ عید کا لو آگیا
عید کی تقریب لائی اندمالِ جانفزا
وہ زمانِ رنج و تعب کا آج سے جاتا رہا
مسلموں نے جو دکھائی تھی مہینہ بھر رضا
ہوتے ہیں قرباں ملائکہ دیکھ کر اسکی ضیا
یعنی باغِ ارم کی مانند ہے زرّیں فضا
ہو رہی ہے اس پہ رونق آج دونی اور سوا
جانے کیا اس عید نے دکھلائی ہے رنگیں ادا
وادی و گلشن پہ کیا چھایا ہے حسنِ دلکشا

مِل گئے مدّت کے بچھڑے مَن گئے روٹھے ہوئے
بس ہلالِ عید نے شکوے گلے سب دھو دیئے

عید نے آکر شگفتہ کر دیا چھوٹا بڑا
محوِ حیرت ہے زمانہ اس خوشی کو دیکھ کر
غافلوں کو کیا خبر تابع ہیں ہم اس بادیِ دین کے
مشترک خوشیاں ہماری مشترک رنج و الم
منسلک اِک ہی لڑی میں کر گئے حق کے حبیب

ہے نہالِ آرزو پر اک بہارِ جانفزا
عید نے مسرور یکساں سبکو کیونکر کر دیا
اک کتاب اور ایک سُنّت، ایک جنکا ہے خدا
مشترک نقصاں ہمارا مشترک ہے فائدہ
تا قیامت ایک مبدء ایک ہی ہے انتہا

پھر ہلالِ عید! تازہ کر دہ روحِ مسلمین
منضبط ہو جائیں مسلم! تھام کر حبل المتین

اتحادِ باہمی کا پھر وہ نظارہ دکھا
پھر حقیقی عید ہو سچی مسرّت ہو نصیب
ہاں! مبارک چاند رکھنا صنفِ نازک پر نظر
اِک نظرِ لطافت کی اس پر بھی ہو جائے ضرور

پھر شکستِ فاش پائے رنج و غم حزن و بلا
ملّتِ اسلام دیکھے کامرانی بر ملا!
اسکے کمھلائے کنول پر بھی چلے بادِ سخا
اس قدومِ میمنت سے پائے کچھ یہ بھی ضیا

سخت مضطر ہے شمیمہ اس کی نکبت دیکھ کر
اس شبِ دیجور کو یارب دکھا جلدی سحر

[illegible]

KHILAFAT LIBRARY

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

KHILAFAT LIBRARY

مصباح

قادیان دارالامان۔ مورخہ ۱۵ ار فروری ۱۹۳۱ء

دنیا میں امن قائم رکھنے کا واحد ذریعہ صرف احمدیت ہی ہے

یہ زمانہ آزادی کا زمانہ ہے اور جبتک کسی کو پوری آزادی کے ساتھ حقوق نہ ملیں آج کوئی امن کے ساتھ بیٹھنے کے لئے تیار نہیں۔ لوگوں کی اس حد سے بڑھی ہوئی آزادی کی خواہش دیکھ کر غیر مذاہب والوں کو کئی قسم کی تبدیلیاں آئے دن اپنے مذہبوں میں کرنی پڑتی ہیں۔ کیونکہ وہ دیکھتے ہیں۔ کہ لوگ اُن باتوں پر جو اُن کی مذہبی کتب میں درج ہیں۔ چلنے کے لئے تیار نہیں۔ لیکن یہ شرف صرف اسلام کو ہی حاصل ہے جس میں ایک ذرہ بھر تغیر و تبدل کی بھی کبھی ضرورت پیش نہیں آئی۔ بلکہ جتنا زمانہ علم و کمال میں ترقی کرتا جاتا ہے اُتنا ہی اسلام کی تعلیم پر عش عش کرتا ہے۔ اسلام نے ایسے انصاف اور پُر امن طریقے سے ہر ایک کو حقوق دیئے ہیں۔ کہ سب لوگ امن سے زندگی بسر کر سکتے ہیں۔

اگر مثال کے طور پر صرف عورتوں کے حقوق کو ہی لیا جائے اور اس کا غیر مذاہب سے مقابلہ کیا جائے تو صاف پتہ لگتا ہے کہ اسلام نے عورت کو کتنے حقوق دیئے ہیں اور اُسے کامل آزادی عطا فرمائی ہے۔

قبل از اسلام عورت دنیا میں ذلیل سمجھی جاتی تھی ان عیسیٰؑ کے نام لیواؤں نے اسے ناگن کہا۔ شیطان کے نرغے میں پھنسنے والی۔ آدم کی لغزش کا اہم باعث۔ ابن مریم کے خوفناک انجام اور بندگانِ خدا کی گمراہی کا سبب بھی عورت ہی سمجھی جاتی تھی۔

پھر ہندوؤں نے عورتوں کو تمام حقوق وراثت سے محروم کر کے مردوں کی فرمانبردار خادمہ بنایا ہوا تھا۔ اور ان کی کتابوں میں لکھا ہے۔ کہ بچپن میں عورت کی نگرانی اُس کا باپ جوانی میں خاوند اور بڑھاپے میں اُس کا لڑکا کرے۔ وہ مہرشی کرشنؑ جن کی بانسری وحدانیت کی تانیں لگاتی اور مساوات کے گیت گاتی رہتی تھی۔ اُنہوں نے بھی اِس بیکس ہستی کو شودروں کے زمرے میں ہی داخل کر دیا تھا۔

لیکن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو وراثت کے حقوق دلوائے۔ اور عورتوں کو اپنے باپ خاوند اور لڑکے کی جائدادوں میں مقررہ حصہ کا حقدار ٹھیرایا۔ بچپن کی اعلیٰ تعلیم و تربیت کے متعلق والدین کو تاکید فرمائی۔ اور فرمایا جس نے دو لڑکیوں کی اچھی طرح پرورش کی وہ جنت میں جائیگا۔

شادی شدہ ہونے کی حیثیت میں خاوندوں کو اچھا سلوک کرنے کی تاکید فرمائی اور فرمایا کہ تم میں سے اچھا وہی ہے جس کا سلوک اپنی بیوی کے ساتھ اچھا ہے۔

KHILAFAT LIBRARY

ماں ہونے کی حیثیت میں اولاد کو حکم دیا۔ کہ جنت ماؤں کے قدموں کے تلے ہے۔ ان کی کامل اطاعت اور فرمانبرداری کرو۔ اس سے بڑھکر اور کیا حقوق ہو سکتے ہیں۔ جو کوئی مذہب یا کوئی حکومت عورتوں کو دلوا سکتی ہے۔ لیکن اگر یہ دیکھا جائے کہ یہ کامل آزادی کے حقوق اسلام نے عورتوں کو اُس وقت عطا کئے۔ جس وقت انہیں دستور کے مطابق پیدا ہوتے ہی زندہ زمین میں دفن کر دیا کرتے تھے۔ تو ان حقوق کی اہمیت اور قدر اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ کیونکہ اگر اس وقت ضرورت زمانہ کے ماتحت صرف یہی حکم ہوتا کہ لڑکیوں کو جان سے مارا نہ کرو بلکہ زندہ رہنے دیا کرو تو عورتیں اسی سے بے حد خوش ہو جاتیں اور کوئی جھگڑا و فساد نہ اٹھاتیں۔ لیکن خدائے تعالیٰ نے آج سے تیرہ سو سال پہلے قرآن کریم میں یہ فرمایا تھا۔ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا۔ یعنی آج میں نے تمہارا دین تمہارے لئے مکمل کر دیا اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کر دیں اور تمہارے لئے سلامتی اور امن والا دین پسند کیا۔ اور چونکہ قیامت تک دنیا نے اسی شریعت پر عمل کرنا تھا۔ اس ترقی کے زمانے میں اور اسقدر آزادی اور امن کی خواہش رکھنے کے دَو...میں بھی مسلمان عورتیں اسلام کے دیئے ہوئے حقوق لینے میں اتنا ہی خوش ہیں جتنا دوسرے مذاہب کی عورتیں اپنی انتہائی کوششوں کے بعد اپنے حقوق لیکر خوش ہو سکتی ہیں +

نہ آج ہمیں اپنے مذہب کو نظر انداز کر کے حکومت سے اپنے لئے قوانین بنوانے کی ضرورت ہے اور نہ شور و فساد ڈالکر مذہب میں تبدیلی کی کوئی حاجت جیسا کہ دوسرے مذاہب کی عورتوں کو مجبوراً اپنے حقوق لینے پڑے ہیں۔ مثلاً پہلے ہندوؤں میں دودھ پیتی بچیوں کی شادیاں کر دیا کرتے تھے۔ اور پھر اگر وہ بچپن میں ہی بیوہ ہو جائیں تو تمام دنیا کے لطف و آرام ہمیشہ کیلئے انپر حرام ہو جایا کرتے تھے۔ اور پھر اُن کی شادی نہ ہو سکتی تھی۔ لیکن اب ہندوؤں نے مجبوراً ایسے قوانین بنوائے ہیں جن سے لڑکیوں کی زندگیاں اس طرح تلخ نہ ہوں۔ اسی طرح ستی ہونے کی رسم تھی جو گورنمنٹ کو خود بند کرنی پڑی۔ اسی طرح اب عیسائیوں نے طلاق کے متعلق قوانین بنوائے ہیں اور ہندو اب اس کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن اسلام میں اگر مرد عورت کو علیحدہ کر سکتا ہے تو عورت خود بھی مرد سے علیحدہ ہو سکتی ہے۔ غرضیکہ ہر طرح مساوی حقوق عطا فرمائے ہیں +

اسی طرح اسلام نے رشتہ داروں کے حقوق ہمسائیوں کے حقوق۔ مہمانوں اور عام لوگوں سے نیک سلوک کرنے کی تلقین فرمائی ہے اور حکم دیا ہے کہ جب کسی سے ملو تو السلام علیکم کہا کرو تاکہ سلامتی اور امن ہی مومنوں کے ساتھ ہو۔ اسی طرح ملک میں امن رکھنے کی خاطر بادشاہِ وقت کے خلاف سازشیں کرنے سے منع کیا اور کہا کہ اگر کسی بادشاہ کے زیر حکومت تم رہنا پسند نہ کرو تو تم ملک چھوڑ کر جا سکتے ہو۔ مگر وہاں شور و فساد نہیں ڈال سکتے +

پھر دنیا میں امن قائم رکھنے کیلئے اور لوگوں کے دلوں کو تسکین دینے کے لئے ضروری ہے کہ سب کو مساوی نہج

میں سمجھا جائے اور کسی کو اعلیٰ یا ادنیٰ اُسکے مالدار یا غریب ہونے پر یا گورا یا کالا ہونے پر نہ قیاس کیا جائے۔ دنیا میں جتنی متمدن قومیں ہیں وہ دعویٰ تو یہ کرتی ہیں کہ ہم عدل و انصاف دنیا میں پھیلاتے ہیں اور آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ لیکن اگر کوئی اُن کا عمل دیکھے۔ تو عیسائیوں میں انگریزوں کے الگ گرجے ہوتے ہیں۔ اور دیسیوں کے الگ۔ گویا کہ وہ اپنے پیدا کرنیوالے کے حضور بھی اکٹھا حاضر ہونا پسند نہیں کرتے۔ اسی طرح باقی قوموں کا حال ہے *

مگر اس زمانے میں سوائے احمدیوں کے اور کوئی بھی اُن لوگوں کو برابر کے حقوق دینے کے لئے تیار نہیں۔ جو دوسرے مذہبوں سے اُن میں آتے ہیں۔ اسلام نے انسان کے معزز ہونے کا معیار اُسکی نیکی پر رکھا ہے کہ تم میں سے جو زیادہ نیک ہے وہ زیادہ معزز ہے یہی وہ مذہب ہے جو بادشاہ اور فقیر گورے اور کالے سب کو پانچ دفعہ دن میں نماز پڑھنے کیلئے اکٹھا کرواکے اُن کے دلوں سے یہ اقرار کرواتا ہے کہ وہ اُس خالق کی ایک جیسی مخلوق ہیں اور آپس میں بھائی بھائی ہیں *

KHILAFAT LIBRARY

تو یہ تعلیم تھی جو اسلام نے ہمیں دی تھی۔ مگر کچھ اپنی غفلتوں اور کچھ ہمسایہ قوموں کی صحبت کی وجہ سے ہم اس تعلیم کو بالکل بھلا چکے تھے۔ اور اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آکے ہمیں پھر بیدار کیا ہے اور اسلام کے سب احکام پر چلا کر ایک ایسی جماعت بنا دی ہے جو دنیا میں امن و امان کے ساتھ زندگی بسر کر رہی ہے اور اُن کا مرکز دارالامان ہے۔ اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ آج دنیا میں امن قائم رکھنے کا واحد ذریعہ صرف احمدیت ہی ہے۔ اور صرف احمدیہ جماعت ہی ہے جو اسوقت اسلام کے احکام پر عمل کر رہی ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے:۔

مسیح وقت اب دنیا میں آیا * خدا نے عہد کا ہے دن دکھایا
مبارک وہ جو اب ایمان لایا * صحابہؓ سے ملا جب مجھ کو پایا

اس زمانے میں سوائے احمدیت کے اور کوئی مذہب نہیں جو یہ دعویٰ کرے کہ اُس پر عمل کر کے انسان اس درجے تک خدا کا مقرب ہو جاتا ہے کہ خدا اُس سے بولنے لگ جاتا ہے۔ غیر احمدی مسلمان چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا انکار کر کے خدا کی اس نعمت سے محروم ہو گئے ہیں اور اپنے دلوں میں بے چینی اور بے اطمینانی محسوس کرتے ہیں چنانچہ محترمہ خدیجہ بیگم صاحبہ ایم۔ اے جیسی قابل اور دیندار خاتون بھی یہ کہنے پر مجبور ہوئی ہیں۔ کہ

نہیں ہے ہائے افسوس اب ہمارا وہ چلن باقی
نہ وہ حُسنِ عمل باقی نہ اب وہ حُسنِ ظن باقی

لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سینکڑوں نہیں ہزاروں زندہ معجزے دکھلا کر اُس قادر خدا کی صفات کا روشن چہرہ دکھلا دیا ہے۔ اور صرف احمدیہ جماعت ہی ہے جس کے دل مطمئن ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ انہیں اب پھر اُسی چشمے کا پانی پلایا گیا ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے پھوٹا۔ اور جو تلاش کرنے والوں کے لئے کبھی بند نہ ہوگا۔ وہ اپنے آپ کو

اُن میں سے سمجھتے ہیں جن کے متعلق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمت کس طرح ہلاک ہو سکتی ہے جس کے آگے میں ہونگا اور پیچھے میرا مسیح ہوگا ۔

آخر میں میں یہ دُعا کرتی ہوں کہ وہ پروردگار اپنے وعدوں کے مطابق دنیا کو راستی اور ہدایت کی طرف لائے اور حق کے قبول کرنے کی اُسے توفیق دے تا تمام دنیا میں امن اور صلح کا دَور دَورہ ہو اور روزمرہ کے جھگڑے اور فساد دُور ہوں۔ تا لوگ اُس حقیقی راحت کو پالیں۔ جو بغیر خدائے تعالیٰ کے ملنے کے کبھی نہیں مل سکتی۔ آمین ۔ افتخار اختر گورداسپور

فوائد تعلیم نسواں

سید الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے جہاں ضلالت و گمراہی کی تاریکی تمام دنیا پر مسلط تھی۔ اور بنی نوع انسان طرح طرح کی برائیوں اور گناہوں میں مبتلا تھے وہاں عورت ذات کو بھی حد درجہ کی حقیر و ذلیل اور منحوس سمجھا جاتا تھا اور ہر قسم کی تعلیم سے اسکو بے بہرہ اور نا آشنا رکھا جاتا تھا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آکر دنیا کو بتا دیا کہ عورت جس کو تم ذلیل اور ننگ انسانیت سمجھتے ہو اس کا درجہ خدا کے نزدیک کتنا بڑا ہے۔ چنانچہ فرمایا۔ (الجنّۃ تحت اَقدَام امھاتکم) کہ جنت تمھاری ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔ اس چھوٹے مگر نہایت لطیف فقرہ میں انسان پر دو باتیں واضح ہو گئیں

اوّل۔ یہ کہ عورت جسکو تم نہایت حقیر و ذلیل خیال کرتے تھے اب سمجھ لو کہ جنت کے حقدار اسی صورت میں ہو سکتے ہو جبکہ اپنی ماؤں کی پوری پوری اطاعت اور عزت کرو۔

دوسرے۔ یہ کہ تمھاری مائیں جن کو بوجہ عورت ہونے کے تم میں کوئی عزت اور وقعت حاصل نہ تھی اس بات پر قادر ہیں کہ اپنی نیک تربیت سے تمھیں اپنے فرمانبردار بنا کر جنت تک پہنچا دیں ۔

خدا کی قدرت وہی عورت جو ذلت و تحقیر کا مرکز سمجھی جاتی تھی اس کو اسلام کے خدا نے کتنی عزت دی کہ اس کو انسان کے حصول جنت کی راہ میں واسطہ قرار دیا ۔

فرقہ نسواں کی اس اہم پوزیشن کا مختصر الفاظ میں تذکرہ کر دینے کے بعد میں اپنے مضمون میں یہ بیان کرنا چاہتی ہوں کہ بنی نوع انسان کے اِس فرقہ کو جو ابھی تعلیم میں بہت پسماندہ ہے تعلیم کی خواہ دینی ہو، دنیوی ہو۔ اشد ضرورت ہے۔ اور اس کی تعلیم سے بہت اعلیٰ فوائد حاصل ہو سکتے ہیں ۔

پہلا فائدہ جو بہت عظیم الشان ہے۔ یہ ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول (الجنّۃ تحت اقدام امھاتکم) کے مطابق جس واسطہ اور ذریعہ کو انسان کے جنت میں جانیکا موجب عورتوں کو یعنی ماؤں کو ٹھیرایا گیا ہے۔ اسکو ایک تعلیم یافتہ عورت ہی زیادہ بہتر صورت میں سرانجام دے سکتی ہے۔ کیونکہ ایک عورت جو تعلیم سے بالکل بے بہرہ ہو وہ نہ تو دینی طور پر اپنی اولاد کی تربیت ایسے اعلیٰ طریق پر کر سکتی ہے کہ ان کو باخدا انسان بنا کر جنت تک پہنچانے میں ممد و معاون ثابت ہو

KHILAFAT LIBRARY

اور نہ ہی وہ دنیوی طور پر ان کی اچھی تعلیم کا ذریعہ بن سکتی ہے جو اس کی اولاد کے لئے دنیا میں راحت کا موجب ہو سکے ؛

دوسرا فائدہ مستورات کی تعلیم کا یہ ہے کہ تعلیم یافتہ عورتیں اپنے گھر کے بعض امور میں مردوں کا بہت کچھ ہاتھ بٹا سکتی ہیں۔ اور دیگر امورِ خانہ داری کو بھی سلیقہ سے سرانجام دے سکتی ہیں۔ اور گھر کے فضول لڑائی جھگڑوں سے بھی بہت بچنے کی کوشش کرتی ہیں +

تیسرا فائدہ تعلیم نسواں کا یہ ہے کہ بہت سی فضول اور بد رسومات جو عورتوں میں محض جہالت کی وجہ سے رائج ہیں اور جن کی ادائگی میں بہت سے اخراجات کا زیر بار ہونا پڑتا ہے تعلیم ان کا قلع قمع کر دیتی ہے۔ اور وہ توہمات جو عورتوں میں پُشت در پُشت چلے آتے ہیں تعلیم کے ذریعہ سے وہ بالکل دُور ہو سکتے ہیں ؛

چوتھا فائدہ تعلیم نسواں کا یہ ہے کہ تعلیم یافتہ عورتیں آج دنیا کے مختلف صنعتی۔ حرفتی۔ طبّی اور قانونی اداروں میں بہت حد تک کامیابی کے ساتھ مصروفِ عمل ہو کر اس بات کو ثابت کر رہی ہیں کہ اگر ان کی عمدہ تعلیم کا کافی بندوبست ہو تو وہ اس تعلیم سے بہرہ ور ہو کر اپنے دوسرے "نصف" کی مالی دماغی اور جسمانی تکالیف کا بہت حد تک مداوا کر سکتی ہیں۔ چنانچہ آج دنیا میں بہت سی تعلیم یافتہ عورتیں ایسی ہیں جو محض تعلیم یافتہ ہونیکے سبب سے سکولوں کالجوں یا ہسپتالوں میں ملازم ہیں۔ اور اس طرح اپنے غریب خاوندوں کی بہت کچھ مالی امداد کر رہی ہیں اور ان کی دماغی پریشانیوں کا بھی ایک حد تک درمان بن رہی ہیں ؛

پانچواں فائدہ مستورات کی تعلیم کا یہ ہے کہ عورتوں میں بوجہ طبّی تعلیم ہونیکے آج بہت سی زنانہ بیماریوں کا علاج خود عورتیں نہایت کامیابی کے ساتھ کر سکتی ہیں۔ حالانکہ پیشتر ازیں ان زنانہ بیماریوں کا علاج مردوں سے کروانا پڑتا تھا۔ جو بحالت مجبوری شرعاً جائز تو ہے مگر عورت کی غیرت و حمیّت کے لئے کاری ضرب ہے۔ اور مرد ان کو اچھی طرح سمجھ بھی نہیں سکتے ؛

اسی طرح اور بہت سے فوائد تعلیم نسواں کے ہیں مگر میں اپنے مضمون کو انہی چند موٹے موٹے فوائد کے بیان کر دینے پر ختم کرتی ہوں +

خاکسار آمنہ خاتون (مولوی)
(بنت بھائی محمود احمد صاحب) قادیان

رازِ کامیابی

(مرسلہ محترمہ لئیقہ جیوالیجیکل سروے آفس کلکتہ)

اُٹھ اور معمورۂ عالم میں علم و ہنر کی ضیاپاشی اور نور بار شعاعیں تجلّی امیز کر دے اور پائے ہمت میدان عمل میں ڈالدے ؛

اُٹھ اور برق و باد کی مانند شاہراہ ترقی پر دوڑ جا۔ قلزم ہستی میں اپنا سفینۂ عمل ڈالدے اور خس و خاشاک کو پرے پھینکدے۔

آ۔ آ۔ اور خفتگانِ ملّت کو جگا دے۔

اِدھر آجا۔ اور ذرا ہم نہیں ساغرِ حب وطن پلا دے۔

اُٹھ اور فضائے دہر میں اطمینان کے سانس لینے والوں کو پیام زندگی اور رازِ کامیابی سُنا دے۔

اُٹھ اور بربط کے تاروں پر اپنا دلپذیر نغمہ اور شیریں راگ

چھیڑ دے۔ تشنہ کامانِ محبت کو شراب وحدت پلا دے۔

دیکھ۔ اونچے اونچے بلند و بالا کوہسار کی مانند رکاوٹیں تیری راہ میں حائل ہیں مصیبتوں کا بحر ذخّار سامنے پڑا ہے۔ رات تاریک و تار ہو رہی ہے مگر تو عمل کا جگمگاتا ہوا زریں تاج پہن لے اور علم و ہدایت کی نورانی شمع ہاتھ میں لے لے اور بڑھے جا تا تیری راہ روشن ہو جائے اور جنگل و بن تیری شمع سے منوّر ہو جائیں ؛

نخل کامیابی کا بیج بو دے اور ان کے پھولنے پھلنے کا انتظار کر۔ دیکھ ماہتاب اپنی سنہری چادر دنیا پر تانے ہوئے ہے۔ ستارے جھلملا رہے ہیں۔ درختوں کی ڈالیاں جھوم جھوم کر نکہتِ گُل کو باغ عالم میں پھیلا رہی ہیں۔ عنادل خوشنوا اپنے میٹھے نغموں سے غافل دُنیا کو عبادت الٰہی کا پیام سُنا رہی ہیں۔

مگر بابِ رحمت کیسے کھُل سکتا۔ درِ ترقی کیسے وا ہو سکتا ہے تا وقتیکہ تو سر بسجود ہو کر مجسم عاجزی کے ساتھ اس کی فضل و عنایت کی طلبگار نہ بن جا۔

دیکھ۔ صبح ہو رہی ہے لیلائے شب اپنی نقاب لپیٹ کر رخصت ہو رہی ہے۔ ستارے ایک ایک کر کے نظروں سے نہاں ہو رہے ہیں۔ محبوبہ سحر زریں آنچل سر پر ڈالے مشرق سے نمودار ہو رہی ہے۔ افق پر ارغوانی رنگ چھایا ہُوا ہے۔ عالم آب نقرئی ہو رہا ہے بھونرے تھرک تھرک کر ایک نئی شان زندگی دکھلانے لگے ہیں۔ عنادل نغمہ حیات سُنا رہی ہیں۔ زمین کے چپہ چپہ پر اور صفحہ گیتی کے ہر ایک متنفس پر ایک نیا رنگ چھایا ہُوا ہے۔

آفتاب علم مشرق کے بجائے مغرب سے طلوع ہو رہا ہے۔ اور یورپ کی سرزمین پر پورے آب تاب سے چمک رہا ہے ؛

وسطی افریقہ کی آدم خور قوم کے عجیب و غریب حالات
ایک امریکن سیاح کا سفرنامہ

قارئین کرام کو یہ معلوم کر کے حیرت ہو گی۔ کہ افریقہ میں اسوقت تک ایک ایسا علاقہ موجود ہے۔ جہاں کہ آدم خوری "عام رسومات" میں داخل ہے۔ انسان اس علاقہ کی تہذیب و تمدّن کو دیکھ کر انگشت بدندان رہ جاتا ہے۔ یہاں کی تہذیب اور تمدّن ان امور پر مشتمل ہے۔ جن کو مہذّب دنیا میں وحشیانہ افعال کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ سیاہ برّ اعظم افریقہ کے وسط میں ایک علاقہ کانگو کے نام سے مشہور ہے۔ یہاں کے باشندوں کی زندگی کرہ ارض کے دیگر مقامات کے باشندوں کی زندگی سے بالکل مختلف ہے۔ چنانچہ ایک امریکن سیاح نے یہاں کے حالات معلوم کرنے کے لئے سفر اختیار کیا۔ اور اپنی جان خطرہ میں ڈالکر ذیل کے حالات قلمبند کیئے۔ وہ لکھتا ہے :-

جب مَیں کانگو میں سفر کے لئے روانہ ہو گیا۔ تو میرے دل میں عجیب و غریب خیال پیدا ہونے لگے۔ کبھی خیال کرتا تھا۔ کہ آدم خور قوم کے علاقہ میں میری زندگی خطرہ میں پڑ جائے گی۔ کبھی سوچتا تھا۔ کہ آدم خوری کی حقیقت اس زمانہ میں کچھ نہیں ہے۔ البتہ پُرانے زمانے میں ایسا

KHILAFAT LIBRARY

لوگ کرتے ہونگے۔ لیکن جب میں نے نو آبادیات کے سرکاری حکام سے اس کے متعلق تذکرہ کیا۔ تو انہوں نے بتایا۔ کہ اس علاقہ میں انسان کا گوشت اسوقت تک کھایا جاتا ہے۔ بلکہ مردم خوری مذہبی رسومات میں داخل ہے۔ وسط افریقہ میں بعض مشنری انجمنیں قائم ہیں۔ وہاں بھی تحقیق کرنے سے یہ ہی معلوم ہوا۔ کہ کانگو آدم خور علاقہ ہے۔ لیکن میری حالت مذبذب تھی۔ کسی طرح یقین نہیں آتا تھا۔ کہ اس روشنی کے زمانہ میں بھی انسان ایسے سیاہ فعل کا مرتکب ہو سکتا ہے۔ کہ وہ اپنے ہم جنس کا گوشت کھانے کے واسطے تیار ہو جائے +

جب ہم بحر ہند کے ساحل سے روانہ ہوئے۔ اور وسطی افریقہ کے قریب آگئے۔ تو اس قسم کے قصے لوگوں کی زبانی سننے میں آئے۔ جن سے میرے مفروضہ کی تصدیق ہوتی تھی۔ مختلف اشخاص نے آدم خوری کی ہولناک داستانیں سنائیں۔ جب ہم دار السلام پہنچے۔ تو سپرنٹنڈنٹ پولیس نے مجھے بتایا۔ کہ مشرقی جرمنی افریقہ میں جب انگریزوں اور جرمنوں کے درمیان جنگ جاری تھی۔ تو کانگو قوم بیویوں بچوں اور ملازموں کو پکڑ کر لے جاتی تھی۔ اور انکو ہلاک کر کے کھا جاتی تھی۔ یہاں تک کہ ان کی ہڈیوں کا بھی پتہ نہیں لگ سکتا تھا +

جب ہم جھیل ٹانگانیکا کو پار کر رہے تھے۔ کچھ جنگلی لوگ اسی ملازم امونی پر نظریں ڈالتے ہوئے دکھائی دیئے۔ نظریں ڈالنے سے میری مراد یہ ہے۔ کہ انہوں نے امونی کو شکار بنانے کی کوشش کی۔ لیکن ہم دو "سفید جادوگروں"، کو (یہ لوگ مغربی اقوام کو سفید جادوگر کے نام سے پکارتے ہیں) دیکھ کر ان کے حواس باختہ ہو گئے۔ اور امونی کو چھوڑ کر چلدیئے۔ امونی حبشی لڑکا تھا۔ لیکن میرا خیال ہے۔ کہ وسطی افریقہ میں یہ لڑکا سب سے زیادہ خوبصورت تھا۔ البتہ اس کا قد قدرے چھوٹا تھا۔ میرے ہمراہ ایک کپتان تھا۔ اس نے مجھ سے دریافت کیا۔ تم امونی کو بوما لے جاؤ گے۔ میں نے کہا ہاں میرا ارادہ تو ایسا ہی ہے۔ لیکن کیا آپ کو کچھ اعتراض ہے؟

کپتان! نہیں کوئی خاص اعتراض تو نہیں ہے۔ لیکن ذرا اتنا خیال رکھیئے گا۔ کہ جب آپ بوما پہنچ جائیں۔ تو امونی کو اکیلا واپس نہیں بھیجیئے گا۔ ورنہ یہ کانگوؤں کے ہتے چڑھ جائیگا +

کپتان! ہاں کانگو کھلے رنگ والے آدمی کے گوشت کو زیادہ پسند کرتے ہیں اور امونی تو ان کے نزدیک بہت زیادہ خوبصورت ہے۔ وہ اسکو پکڑ کر ہلاک کر ڈالیں گے اور کھا جائینگے +

میں! ہائیں۔ کیا اسوقت تک دریا کے کنارے ایسی قوم آباد ہے۔ جو آدمیوں کا گوشت کھاتی ہے۔ میرا خیال تو یہ تھا کہ آدم خوری زیادہ سے زیادہ وسطی علاقہ میں پائی جاتی ہوگی۔ اور دریائی علاقہ میں ان کا وجود نہیں ہوگا +

کپتان! اسکا نگو کے علاقہ میں آدم خوری کی رسم اسوقت تک جاری ہے۔ بلجین والے اس حقیقت کا اعتراف اس وجہ سے نہیں کرتے ہیں۔ کہ اس کا اثر ان کے ملکی نظم و نسق پر پڑتا ہے۔ ان وحشی انسانوں کے قلوب پر جادوگر ڈاکٹروں کا خوف مسلط رہتا ہے۔ لیکن

اب حکومت شدید قوانین نافذ کر رہی ہے۔ اور کانگو جانتا ہے۔ کہ اگر وہ آدمی کا گوشت کھاتا ہوا پکڑا گیا۔ تو اسکو پھانسی کے تختہ کے علاوہ کہیں اور ناچنے کی جگہ نہیں ملے گی ؛

KHILAFAT LIBRARY

کپتان نے مجھے بتایا۔ کہ جو کانگو اپنے آپ کو مہذب و متمدن کہتے ہیں۔ وہ بھی انسان کا گوشت کھاتے ہیں۔ البتہ ان مہذب اور وحشی کانگوؤں میں یہ فرق ہے۔ کہ اول الذکر پوشیدہ طور پر کہتے ہیں۔ اور موخرالذکر بلاخوف و خطر انسان کو مار کر کھا جاتے ہیں۔ کپتان کے ساتھ ایک انجینئر تھا۔ جو کانگو قوم سے تعلق رکھتا تھا۔ یہ انجینئر کانگوؤں میں سب سے زیادہ ہوشیار اعلیٰ تعلیم یافتہ اور مہذب خیال کیا جاتا تھا۔ کپتان کا بیان ہے۔ کہ ایک روز ہم کشتی کے ذریعہ دریا پار کر کے تابورا پہنچے۔ کانگو انجینئر کے دوست کی بیوی مر گئی تھی۔ اور اس کی تجہیز و تکفین ہونے والی تھی۔ اسلئے انجینئر نے مجھ سے اجازت طلب کی۔ اور اپنے دوست کے مکان پر چلا گیا۔ جب یہ شخص واپس آیا۔ تو میں نے دیکھا کہ اس کی بغل میں کوئی شے دبی ہوئی تھی۔ اور اس کو مجھ سے چھپانے کی کوشش کر رہا تھا۔ میں نے خیال کیا۔ کہ اس کے دوست نے کوئی شے ایسی دی ہے۔ جو ہم سفید جادوگروں سے پوشیدہ رکھی جاتی ہے۔ اس لئے میرے جذبۂ شوق میں اور بھی اضافہ ہو گیا۔ اور اس کانگو انجینئر سے زبردستی چھین لی۔ جب میں نے اسے کھول کر دیکھا۔ تو میری حیرت کی کوئی انتہا نہیں رہی۔ کہ اس میں ایک عورت کا سینہ لپٹا ہوا تھا۔ میں نے اس مہذب تعلیم یافتہ اور ہوشیار کانگو سے پوچھا کہ کیا تم انسان کا گوشت کھاتے ہو۔ میرے اس سوال سے اس کے جذبات کو شدید صدمہ پہنچا۔ اور اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ لیکن میرے اصرار پر اس نے بتایا۔ کہ ہم نے اس عورت کو قتل نہیں کیا ہے۔ بلکہ یہ قدرتی موت مری۔ میرے دوستوں نے خیال کیا۔ کہ اس عورت کا گوشت نہایت لذیذ ہوگا۔ اور اگر اسے دفن کر دیا گیا۔ تو فضول بیکار جائیگا۔ اس لئے انہوں نے اس کے جسم کے حصے کر ڈالے۔ اور ان کو اعزا و احباب میں تقسیم کر دیا گیا۔ میرے حصے میں یہ سینہ آیا۔ اسی طرح دلا ڈی پر چیز کے مقام پر ایک کشتی جس میں چند یورپین سوار تھے کانگوؤں کے ہاتھ لگ گئی تھی۔ ان آدم خوروں نے یوروپینوں کو قتل کر کے خوب شکم پری کی ؛

اس سلسلہ میں ایک بات یاد رکھنے کے قابل ہے۔ کہ کانگو جب کبھی کسی آدمی کو قتل کر ڈالتے ہیں۔ تو اسکی نعش کو چیر کر کسی درخت میں جڑ دیتے ہیں۔ اور ہفتوں تک وہیں پڑا رہنے دیتے ہیں۔ اس طرح ان کے خیال میں گوشت کے اندر فرحت بخش خوشبو پیدا ہو جاتی ہے۔ اور وہ گوشت کھانے کے قابل ہو جاتا ہے۔ اس گوشت میں تعفن پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کا احساس دو دو تین تین فرلانگ کے فاصلہ پر سے کیا جا سکتا ہے ؛

علاقہ نکندو میں سردار کی بڑی لڑکی کو سومی سومی کے خطاب سے پکارتے ہیں۔ جب سردار اپنی لڑکی کو سومی سومی کا خطاب کرتا ہے۔ تو اسوقت ایک عجیب و غریب رسم ادا کی جاتی ہے۔ سردار ایک شخص کو (بالعموم غلام) کو قتل کرتا ہے۔ اور اس کا دل اور پسلی کی ہڈیاں نکال لیتا ہے۔ دل تو لڑکی پکا کر کھا جاتی ہے۔ اور پسلی کی

ہڈی اپنے گلے میں پہن لیتی ہے۔ اور باقی جسم کا گوشت سردار کے اعزاء و احباب میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ جو اس کو متبرک خیال کر کے نہایت عزت و احترام کے ساتھ پکاتے ہیں۔ اور کھاتے ہیں۔ بلکہ اکثر اوقات اس گوشت کی تقسیم پر باہمی جنگ کی نوبت آجاتی ہے ٭

علاقہ کانگو کے متعدد قبائل کی عورتیں اس قسم کا زیور پہنتی ہیں۔ جو مہذب دنیا کی عورتوں سے بالکل مختلف ہوتا ہے۔ یہ عورتیں قدرۃً کریہ صورت ہوتی ہیں۔ لیکن ان کا زیور کراہت میں اور بھی اضافہ کر دیتا ہے۔ ناکوں میں لکڑی۔ لوہے۔ تانبے۔ پیتل وغیرہ کی سلاخیں پہنی جاتی ہیں۔ ہونٹوں پر چھوٹی چھوٹی تھالیاں لگائی جاتی ہیں۔ غرضیکہ انسانی صورت کو بدنما بنانے کے جتنے لوازمات ضروری ہو سکتے ہیں۔ یہ عورتیں ان سب کو استعمال کرتی ہیں۔ کہا جاتا ہے۔ کہ ماضی میں عرب وغیرہ ان کو غلام بنا کر لے جاتے تھے۔ اور کانگوؤں کو یہ معلوم ہو گیا تھا۔ کہ جو عورت بہت زیادہ کریہ الصورت ہوتی ہے۔ یا جس کے چہرہ پر چیچک کے داغ ہوتے ہیں۔ اس کو وہ لوگ غلام نہیں بناتے۔ اس لئے یہ عورتیں اپنی صورت کو عمداً بدنما بنا لیتی تھیں۔ اور اب تک یہ رسم چلی آتی ہے ٭

وسطی افریقہ کے وحشی قبائل ڈھول کا بہت زیادہ استعمال کرتے ہیں۔ بلکہ ڈھول ان کی زندگی کا ایک اہم جزو ہے۔ ان قبائل کے لئے ڈھول ٹیلیفون۔ ٹیلیگرام اور ریڈیو کی سی حیثیت رکھتا ہے۔ ایک ایسے علاقہ میں جس کی وسعت برّاعظم یورپ کے برابر ہے ڈھول باہمی مراسلت کا ذریعہ ہے ٭

ایک دفعہ ہم اسٹینلی فالز کے بالائی علاقہ میں گذر رہے تھے۔ کہ بوم۔ بوم کی آواز گونجتی ہوئی سنائی دی۔ معاً لوگ کام کاج چھوڑ کر اس آواز کی طرف متوجہ ہو گئے۔

پھر ان میں سے ایک نے آواز کے جواب میں اپنا ڈھول پیٹنا شروع کر دیا۔ ڈھول کی آواز میں جو لہریں پیدا ہو رہی تھیں۔ ان سے ظاہر ہو رہا تھا۔ کہ یہ وحشی ایک دوسرے کے پاس ڈھول کے ذریعہ اپنا پیغام پہنچا رہے ہیں۔ میں نے اپنے ملازم امونی سے دریافت کیا۔ کہ ڈھول کے پیٹنے سے ان کا کیا مطلب ہے۔ امونی نے کہا۔ کہ جو جنگل میں سے آواز آرہی ہے۔ وہ یہاں کے ایک آدمی کی ڈھول کی ہے۔ جو دریا کے کنارے مچھلیاں پکڑنے گیا ہوا ہے۔ یہ شخص کہتا ہے۔ کہ دریا میں آجکل مچھلیاں بہت آئی ہوئی ہیں۔ اس لئے میں دو تین روز تک اپنے گھر واپس نہیں آؤنگا۔ تم فکر نہ کرنا۔ اور یہاں کے لوگ ڈھول کے ذریعہ یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ تم واپس چلے آؤ۔ ایک عمدہ شکار ہمارے ہاتھ لگ گیا ہے ٭

کانگو کے علاقہ میں ہر گاؤں کے اندر ایک بہت بڑا ڈھول ہوتا ہے۔ اس کو دھونسہ کہتے ہیں۔ یہ دھونسہ ایک گز موٹا اور دو تین گز لمبا ہوتا ہے۔ اور علیحدہ ایک جھونپڑی میں رکھا رہتا ہے۔ اسکو بجانے کیلئے ایک خاص شخص مقرر ہوتا ہے۔ جو ڈھول کے ذریعہ پیغام پہنچانے میں ماہر ہوتا ہے ٭

ڈھول یا دھونسہ کے ذریعہ پیغام اس صحت کے ساتھ پہنچایا جاتا ہے۔ کہ انسان دیکھ کر حیران رہ جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جس طرح مہذب لوگ ٹیلی فون کے ذریعہ

KHILAFAT LIBRARY

بولتے ہیں۔ اسی طرح یہ آدم خور ڈھول کے ذریعہ بولتے ہیں
جب ہم کانگو کی طرف روانہ ہوئے۔ تو ہماری روانگی کی
اطلاع تمام علاقوں میں ڈھول کے ذریعہ پہنچا دی گئی۔
کیونکہ جب کسی گاؤں میں پہنچتے۔ تو وہاں کے لوگ پہلے
سے ہمارے منتظر ہوتے تھے۔ اموتی نے مجھے بتایا۔ کہ انکو
ڈھول کے ذریعہ ہماری آمد کا علم ہو گیا تھا۔ کہا جاتا ہے
کہ سرکاری اور ملکی پیغامات میں ان ڈھولوں کی آواز
سے بہت زیادہ خلل واقع ہوتا ہے ٭

خاکسارہ کنیز۔ فاطمہ بانو احمدی بنت ڈاکٹر محمد علیخانصاحب
احمدی مرحوم افریقوی و مسز میر عطاء اللہ خانصاحب احمدی
جودھپور مارواڑ

پابندی نماز و زکوٰۃ

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-
وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ
قائم کرو نماز اور دو زکوٰۃ

میں نے اکثر عورتوں کو دیکھا ہے۔ کہ وہ نمازوں میں بھی بڑی سست ہوتی ہیں۔ اور زکوٰۃ بھی نہیں دیتیں۔ نماز اگر پڑھتی بھی ہیں۔ تو چند دن پڑھکر پھر چھوڑ دیتی ہیں۔ یا اگر پڑھتی ہیں تو اس طرح پڑھتی ہیں۔ کہ انہیں کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ کیا پڑھتی ہیں۔ جلدی جلدی رکوع اور سجدے کر کے فارغ ہو جاتی ہیں۔ اس طرح کی نماز کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے۔ کہ ان کی نماز اس طرح ہوتی ہے۔ جس طرح مرغ دانے چگتا ہے ٭

آخر سوچنا چاہیئے۔ نماز کوئی ورزش نہیں ہے۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی عبادت ہے۔ اس لئے اسے سمجھ کر اور اچھی طرح جی لگا کر پڑھنا چاہیئے۔ اور کوئی نماز سوائے ان ایام کے جن میں نہ پڑھنے کی اجازت دی گئی ہے۔ نہ چھوڑنی چاہیئے۔ کیونکہ نماز ایسی ضروری چیز ہے۔ اگر سال میں ایک دفعہ بھی جان بوجھ کر نہ پڑھی جائے۔ تو انسان مسلمان نہیں رہ سکتا۔ پس اے میری محترم بہنو! جب تک ہر ایک مسلمان مرد و عورت پانچ وقت بلا ناغہ نمازیں نہیں پڑھتے وہ مسلمان نہیں ہو سکتے۔

KHILAFAT LIBRARY

بعض بہنوں کو میں نے دیکھا ہے۔ کہ وہ بچوں کا عذر کرتی ہیں۔ بچہ پیشاب کر دیتا ہے۔ اور کپڑے صاف نہیں رہتے۔ اس واسطے ہم نماز نہیں پڑھتیں۔ کپڑے صاف ہوں یا ناپاک ہوں نماز نہیں چھوڑنی چاہیئے۔ اوّل تو ضروری ہے۔ کپڑے پاک صاف ہوں۔ لیکن اگر ایسی صورت ہو کہ پاک کپڑے تیار نہ ہوں یا پہنے ہوئے کپڑے اُتارنے سے بیمار ہونے کا خطرہ ہو۔ تو ان کے ساتھ نماز پڑھ لینی چاہیئے۔ اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ بچہ کو خود کپڑوں پر پیشاب کرا کے اس طرح نماز پڑھ لینی چاہیئے۔ بلکہ یہ ہے۔ کہ اگر پاک کپڑے نہ ہوں۔ تو انہی کے ساتھ نماز پڑھ لی جائے۔ سب سے اچھی بات تو یہی ہے۔ کہ کپڑوں کو صاف کر لینا چاہیئے۔ جب تک بچہ صرف دودھ پیتا ہے۔ روٹی نہیں کھاتا۔ اسوقت تک شریعت کا یہ حکم ہے۔ کہ اس کے اوپر سے پانی بہا کر نچوڑ دینے سے کپڑا پاک ہو جاتا ہے۔ تو خواہ کچھ ہو میری محترم بہنو! نماز ضرور پڑھنی چاہیئے۔ کیونکہ

KHILAFAT LIBRARY

نماز کسی صورت میں بھی معاف نہیں ہو سکتی۔ یہ ایمان کا ستون ہے۔ جس طرح چھت بغیر ستون کے قائم نہیں رہتی۔ اسی طرح نماز کے بغیر ایمان قائم نہیں رہتا۔

میں نے بعض کو دیکھا ہے۔ کہ مرد خود تو احمدی انجمنوں کے پریذیڈنٹ یا سکرٹری ہوتے ہیں۔ ان کے گھر جا کر دیکھو۔ تو ان کی بیوی نماز نہیں پڑھتی ہوگی۔ میں نے ایک جگہ پریذیڈنٹ کے گھر میں دیکھا ہے۔ اور میں ان کے گھر ہفتہ رہی ہوں۔ میں نے نہیں دیکھا ان کی بیوی کو ایک بار بھی نماز پڑھتے۔ میں نے انکو کئی دفعہ نماز کے لئے کہا۔ دیکھو نماز کی مثال ایسی ہے۔ جس طرح انسان کھانے کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ اسی طرح نماز کے بغیر ایمان قائم نہیں رہ سکتا۔ انہوں نے مجھے یہی جواب دیا۔ کہ تم خود دیکھ رہی ہو۔ کہ مجھے فرصت نہیں ملتی ہے۔ میں ان کا نام لینا پسند نہیں کرتی۔ میری محترم بہنو! جب ہم احمدی ہو کر خود نماز نہیں پڑھینگی تو ہم دوسروں کو کیا ترغیب دے سکیں گی۔ ہمیں چاہیئے۔ کہ ہم احمدی نماز کی پابند بنیں۔ تاکہ دوسروں کو بھی نمونہ بنکر دکھائیں۔ بچوں کو بھی بچپن سے ہی نماز کی عادت ڈالنی چاہیئے۔

نماز کے بعد دوسرا حکم زکوٰۃ کا ہے۔ جس کا یہ مطلب ہے۔ کہ جس مال پر ایک سال گذر جائے۔ اس میں سے غریبوں اور مسکینوں کی امداد کے لئے چالیسواں حصہ نکالا جائے۔ زیوروں کے متعلق یہ حکم ہے۔ کہ اگر پہنے جاتے ہوں تو ان کی زکوٰۃ نہ دی جائے۔ ہاں اگر ایسے زیور ہوں۔ جو عام طور پر نہ پہنے جاتے ہوں۔ کبھی بیاہ شادی کے موقعہ پر پہن لئے جاتے ہوں۔ ان کی زکوٰۃ دینا ضروری ہے۔ ہمارے ملک میں عورتیں زیور بنوانے کی تو بہت شوقین ہیں۔ لیکن ان کی زکوٰۃ نہیں دیتیں۔ میری محترم بہنو! جب تک ہم زکوٰۃ نہ دینگی۔ ہمارے قیمتی زیور اور مال آگ کا موجب بنینگے۔ اس لئے زکوٰۃ دینا سب عورتوں پر فرض ہے۔ وہ اس کا خیال نہیں رکھتیں۔ حالانکہ یہ اتنا ضروری حکم ہے۔ کہ رسول کریم صلعم کی وفات کے بعد جب لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا۔ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ جب تک زکوٰۃ اونٹ کی باندھنے کی رسّی تک نہ دینگے میں ان سے جنگ کرونگا۔ میری محترم بہنو! تم اپنی حالت پر غور کرو۔ نماز اور زکوٰۃ کی پابند بنو۔ اس چھوٹے سے مضمون کو ختم کرتی ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی ہوں۔ کہ ہمیں نماز و زکوٰۃ کا پابند بنائے۔ اور سیدھے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

عزیزہ بیگم از منٹگمری

ولادت

مجھے خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے ۱۸ر جنوری سنہ ۱۹۳۱ء دوسرا لڑکا عطا فرمایا ہے جس کا نام حضرت اقدس نے منیر الدین محمود احمد سلطان رکھا ہے۔ بہنیں دعا کریں کہ خدا تعالیٰ اس کی عمر دراز کرے اور خادم دین بنائے۔

خاکسارہ نورجہان بیگم اہلیہ خورد مولوی محمد عثمان صاحب قریشی احمدی انجینئر دارالفضل قادیان

مجلس مشاورت میں عورتوں کی نمائندگی

فیصلہ جات حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز دوران مجلس مشاورت ۱۹۳۰ء شائع ہو کر تمام جماعتوں کے پاس پہنچ چکے ہیں۔ ان فیصلہ جات میں حضور نے عورتوں کے حق نمائندگی کے متعلق بدیں الفاظ عارضی فیصلہ فرمایا تھا:۔

"کہ جہاں جہاں لجنہ اماء اللہ قائم ہیں وہ اپنی لجنہ رجسٹرڈ کرالیں یعنی میرے دفتر سے اپنی لجنہ کی منظوری حاصل کرلیں۔ پھر ان لجناؤں کو جنہیں میری اجازت سے منظور کیا جائیگا۔ مجلس مشاورت کا ایجنڈا بھیجا جایا کریگا۔ وہ رائے لکھ کر پرائیویٹ سکرٹری کے پاس بھیجدیں۔ میں جب ان امور کا فیصلہ کرنے لگونگا تو ان کی آراء کو بھی مدنظر رکھ لیا کرونگا۔ اس طرح عورتوں مردوں کے جمع ہونیکا جھگڑا ابھی پیدا نہ ہوگا۔ اور مجھے بھی پتہ لگ جائیگا۔ کہ عورتیں مشورہ دینے میں کہاں تک مفید ثابت ہوسکتی ہیں۔ انکی رائیں فیصلہ کرتے وقت مجلس میں سُنادی جائینگی یہ عارضی طور پر ان کے حق میں فیصلہ کردیتا ہوں باقی گفتگو اگلے سال کی جائیگی۔"

(ضمیمہ رپورٹ مشاورت ۱۹۳۰ء صفحہ ۱۰۵ و ۱۰۶)

حضور کے اس فیصلہ کے ماتحت چاہیئے تھا کہ جہاں جہاں لجنہ اماء اللہ قائم ہیں۔ وہ دوران سال میں اپنی لجنہ کی منظوری حاصل کرلیتیں۔ مگر اسوقت تک دفتر ہذا میں سوائے ایک درخواست کے کسی لجنہ کی طرف سے درخواست نہیں پہنچی۔ اس لئے میں تمام لجناؤں کو حضور کے فیصلہ کی طرف متوجہ کرتا ہُوا۔ اطلاع دیتا ہوں کہ ایجنڈا مجلس مشاورت ۱۹۳۱ء حسب فیصلہ حضرت "مشاورت" کے انعقاد سے قبل ایک ماہ تمام جماعتوں کو بھجوا دیا جائیگا ✦

خاکسار یوسف علی پرائیویٹ سکرٹری
حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ

لجنہ لاہور

مورخہ ۲۵ جنوری ۱۹۳۱ء زیر صدارت اہلیہ چوہدری محمد اسحٰق صاحب مسجد احمدیہ میں انجمن لجنہ اماء اللہ کا جلسہ منعقد ہُوا۔ جیسی کہ اگلے جلسہ میں یہ کارروائی پاس ہوئی تھی کہ جلسہ ہر مہینے کے اخیر اتوار کیا جائے۔ اس پر عملدرآمد کیا گیا۔ حسب وعدہ مستورات آئیں جلسہ کی کارروائی ٹھیک ایک بجے شروع ہوئی۔ پہلے عزیزہ کلثوم اختر نے جلسہ کا افتتاح تلاوت قرآن کریم سے کیا۔ اسکے بعد جلسہ شروع ہُوا۔ عزیزہ امۃ اللہ نے شاہنامہ اسلام سے کچھ حالات مبارک ولادت باسعادت جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کیئے۔ اسکے بعد کشتی نوح سے خاکسار نے چند اوراق پڑھے جنکا مقصد یہ تھا کہ جو بہنیں ناخواندہ ہیں انکو جمعہ کے جمعہ ایسے ہی سبق سُنائے جائیں تاکہ وہ بھی مستفیض ہو جائیں۔ اس کے بعد خالدہ اور عفت بنتین مولوی محمد فضل صاحب مرحوم نے خوش لہجہ سے نظم ع "میں دُنیا پہ دین کو مقدم کرونگا" پڑھی۔ اس کے بعد خورد سال لڑکی نے (اس کا نام نہیں جانتی) بہت ہی خوش لہجہ ایک نظم دل پسند پڑھی اسکی چھوٹی زبان کے ہر ایک لفظ بہت ہی پیارا معلوم ہوتا تھا۔ خدا اسکو دین و دنیا کی نعمتوں سے بہرہ ور کرے۔ آمین اسکے بعد دعا کی اور جلسہ برخاست ہُوا۔ والسلام ۔ خاکسار رحیمہ بیگم

سکرٹری لجنہ اماء اللہ لاہور

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں پڑھو

اِس میں تمہاری زندگی ہے

KHILAFAT LIBRARY

قرآن شریف ہی صرف ایسی اعلیٰ کتاب ہے کہ جس میں یہ حکم ہے۔ کہ عورتیں و مرد دونو ہی علمی ترقی کیلئے مکلف ہیں۔ اسی طرح رسول کریم صلعم نے بھی تفسیراً باتباع کلام الٰہی یہ فرمایا۔ العلم فریضۃٌ علےٰ کل مسلمٍ و مسلمۃ۔ یعنی ہر مسلمان مرد و ہر مسلمان عورت پر علم کا حاصل کرنا ضروری ہے۔ علم کے بغیر عمل نہیں۔ اور ناقص علم کی وجہ سے عمل بھی ناقص ہوگا۔ پھر ہر قسم کی ترقی کیلئے ضروری ہے۔ کہ ہماری مستورات علم کے حاصل کرنے میں کوشش کریں۔ اہنیں اگر غور سے دیکھیں تو جن گھروں میں مرد و عورت علمی و عملی رنگ میں مل کر کام کر رہے ہیں۔ اُن گھروں میں بہت سی ترقی ہے۔ لیکن جن گھروں میں ایک طرف سے کمزوری ہے۔ اُن گھروں میں وہ کامیابی نہیں۔ بعض خاندانوں میں بڑھ بڑھ کر حصّہ لینے والے اور اسلام کی خاطر بڑی بڑی قربانیاں کرنیوالے ہیں مگر مستورات ویسی نہیں۔ جب تک وہ مرد زندہ رہے۔ دین کی بہت سی ترقی ہوتی رہی۔ جونہی مرد کی وفات ہوئی۔ اُسکی ساری اولاد ماں کی جہالت کی وجہ سے جوشیلے ہونا تو درکنار جماعت سے بالکل کٹ گئی۔ کہاں وہ حالت کہ وہ گھر جماعت کے لئے ایک روشن منارہ تھا۔ اور کہاں یہ حالت کہ وہ ایک ظلمت کدہ بن گیا۔ کہاں وہ مقام کہ دین کی راہ میں سب سے بڑھکر خدمت کرنیوالے اور سیف الاسلام بنکر دین کی راہ میں جہاد کرنیوالے۔ اور کہاں یہ حالت کہ دین کو برباد کرنیوالے بن گئے۔ آہ! وہ میگزین جو اسلام کیلئے تیار کیا گیا۔ یکدم دشمن کے حوالہ ہو کر اسلام کے خلاف استعمال ہونے لگ گیا کیسا بھیانک نظارہ ہے۔ اس کا بہترین علاج یہی ہے۔ کہ ہماری بہنیں علم و عمل میں خود ترقی کریں جہاں لڑکے ترقی کرتے ہیں لڑکیاں بھی ترقی کریں۔ اسلئے ہمارے آقا حضرت سیّدنا خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللّٰہ بنصرہٖ نے عورتوں میں دینی تعلیم رائج کرنیکے لئے سکیم بنائی ہے۔ اسی کے مطابق آپ نے پچھلے سال سالانہ جلسہ کے موقعہ پر دو کتابوں کشتی نوح و شہادت القرآن پڑھنے کا ارشاد فرمایا تھا۔ مگر بعینی قادیان کی بہنوں نے کچھ حد تک حضرت کے اس ارشاد پر عمل کیا۔ لیکن بیرونی جماعتوں نے اس ضروری فرض کو محسوس نہیں کیا۔ حالانکہ یہ ہمارا اوّلین فرض تھا۔ کہ ہم اپنے آقا کے ارشاد پر لبیک کہتیں۔ اور اس سال سالانہ جلسہ ۱۹۳۰ء کے موقعہ پر کثیر تعداد میں ہوتیں ہمارے لئے اِن کتابوں کی تجویز فرمانیوالا وہ امام ہے جس کی نسبت حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی پیشگوئی ہے یعنی حضرت مسیح موعودؑ کو خدا تعالیٰ نے فرمادیا ہوا ہے کہ (تیرا بیٹا حُسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا) واقعی بعینہٖ یہ پیشگوئی روز روشن کی طرح پوری ہو رہی ہے۔ اخیر ماہ ستمبر ۱۹۳۰ء بوقت صبح ساڑھے تین بجے رات بمقام لاہور خاکسارہ نے خواب دیکھا) نہایت سفید عالیشان و کشادہ کوٹھی یا عمارت تیار ہوئی ہے۔ وہاں خاکسارہ کے والدین و بچے بھی موجود ہیں خاکسارہ کو یہ معلوم ہے کہ یہ تمام کمرے کشتی نوح و شہادت القرآن پڑھنے والیوں اور پڑھنے والوں کیلئے تیار کئے گئے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام (فداہ نفسی) اُس کوٹھی میں ٹہل رہے ہیں۔ حضورؑ نہایت سفید پگڑی اور خوش رنگ

لمبا کوٹ پہنے ہوئے ہیں۔ محترمہ سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ پانچ چھ سال عمر میں ہیں۔ اور جیسا کہ چھوٹی عمر کے بچے والدین کے ساتھ پیار سے یا رو پڑنے سے کسی چیز کا مطالبہ کرتے ہیں کر رہی ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کبھی بیٹھکر کبھی ٹہل کر پیار سے بہلا رہے ہیں۔ حتیٰ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے پیار سے بہلا دیا خوش کر دیا ہے اور آپ خوش ہو کر چلی گئی ہیں۔ ایک کمرے میں بہت بڑا پلنگ جس پر سفید چادر بچھی ہوئی ہے۔ حضورؑ اس پر بیٹھ گئے ہیں اور خاکسارہ کو سرہانے کی طرف بٹھا لیا ہے۔ اور خاکسارہ کو اپنی کتاب کشتی نوح میں سے کچھ سطریں زبان مبارک سے پڑھا رہے ہیں۔ خاکسارہ چونکہ دل میں احترام ادب محسوس کر رہی ہے۔ اور چاہتی ہے۔ کہ حضورؑ کو کہیں ایک کتاب سے دقت نہ ہو۔ جیسا کہ استاد کے پاس بھی کتاب ہو اور شاگرد کے پاس بھی کتاب ہو۔ تو کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ حضورؑ کی خدمت میں نہایت ادب سے عرض کرتی ہے جیسا کہ حقیقی باپ سے بھی بڑھکر کہ کیا حضورؑ! مَیں اپنی کتاب بھی لاؤں (ابھی بات میں تھی) کہ خاکسارہ کو بچے نے آواز دی اور نیند کھل گئی۔

سبحان اللہ! وہ صبح میرے لئے عید کی صبح تھی۔

خاکسارہ لاہور میں مقیم تھی۔ کہ خدا تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے یہاں جلد جلد ماہ نومبر میں لے آیا۔ اور اس خواب کو مصلح موعود حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح ثانی کے ذریعہ سے پورا فرما دیا یعنی ماہ دسمبر ۱۹۳۰ء میں حضرت اقدس کشتی نوح و شہادت القرآن کا درس مبارک خواتین میں فرماتے رہے حضور کا چہرہ مبارک حضرت مسیح موعودؑ کا چہرہ مبارک ہی نظر آتا تھا۔ پس مبارک ہیں وہ خواتین جنہوں نے حضور کے ارشاد پر عمل کیا۔ اور مبارک اور خوش قسمت ہیں وہ خواتین اور بالخصوص ہم قادیان کی خواتین کہ حضرت اقدس کی زبان مبارک سے کشتی نوح و شہادت القرآن کی تعلیم پائی۔ پس مَیں پر زور الفاظ میں سب بہنوں کو مخاطب کر کے التجا کرتی ہوں کہ وقت کو ہاتھ سے نہ جانے دیں اور علمی و عملی ترقی کریں۔ یہ دونو کتابیں ایسی تعلیم سکھاتی ہیں کہ پتھر کا دل رکھنے والا انسان بھی موم کی طرح نرم ہو جاتا ہے اور آسان بھی ہیں اللہ کریم ہم سب بہنوں کو ہر ایک نیکی میں ترقی کرنے کی توفیق بخشے +

خاکسارہ سعیدہ از قادیان

میر ناصر نواب صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک نظم کشتی نوح کتاب کے متعلق تحریر فرمائی ہوئی ہے جو کہ درج لیا ہے۔ اور اس کتاب کی تعریف اس نظم سے ظاہر ہو رہی ہے۔ تمام بہنیں اس نظم کو بھی پڑھیں:-

نظم

کشتیٔ نوح و دعوت الایمان
ہے عجب اک کتاب عالی شان
تازہ ہوتا ہے اس کو پڑھ کر دین
اس سے بڑھتی ہے رونقِ ایمان
ہے یہ آبِ حیات سے بہتر
مُردہ روحوں کو بخشتی ہے جان
اس کی تعریف سے ہوں مَیں عاجز
وصف سے اسکی لال میری زبان
گمرہوں کی ہے رہنما یہ کتاب
ہے ہدایت کا اِن کے یہ سامان
بیکسوں کی ہے تکیہ گاہ یہی
لاعلاجوں کا اس میں ہے درمان

KHILAFAT LIBRARY

ہیں مضامین اس کے لاثانی
ہے خدا کے رسول کا یہ نشان
اس سے کھلتے ہیں دین کے عقدے
غور سے گر اسے پڑھے انسان
علم آتا ہے جہل جاتا ہے
دور ہوتے ہیں اس سے وہم و گمان
باغ دنیا نہیں یہ جنّت ہے
جس میں پھرتے ہیں حور اور غلمان
اس میں ہیں شیر و شہد کی نہریں
جابجا اس میں قصر عالی شان
کشتیٔ بے نظیر ہے یہ مُفت
کوئی اُجرت کا یاں نہیں خواہان
جس نے ہم کو عطا یہ کشتی کی
ایسے ملّاح پر ہیں ہم قربان
یا الٰہی تو ہم کو دے توفیق
کیونکہ تُو ہے رحیم اور رحمان
دُور ہوں ہم سے نفس کے جذبات
ہم سے بھاگے پرے پرے شیطان
تیرے حکموں پہ ہم چلیں دن رات
دل سے ہم مان لیں ترے فرمان
ہم سے تو خوش ہو تجھ سے ہم راضی
جسم سے جب ہمارے نکلے جان
تیرا بندہ ہے ناصر عاجز
چاہتا ہے یہ تجھ سے تیری امان
تیری رحمت کا تجھ سے خواہاں ہے
فضل کا تیرے تجھ سے ہے جویان
دور کر اس کے بوجھ اے مولےٰ
راستہ اپنا اس پہ کر آسان
اتقیا میں اسے بھی شامل کر
رحم کر رحم اس پہ اے سُبحان
ڈھانک دے اسکے عیب اے ستّار
کہ یہ رکھتا ہے تجھ پہ نیک گمان
بطفیل محمدؐ و احمدؑ
درد کا اس کے جلد کر درمان
دل سے اپنے یہ ہے غلام امام
کر مدد اس کی ظاہر و پنہان

رپورٹ لجنہ بہلولپور

میرے والد منشی الیاس الدین صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ

بہلولپور چک ۱۲۷ کی تحریک پر جماعت احمدیہ بہلولپور کی مستورات نے اپنی لجنہ قائم کی۔ اور متفقہ طور پر محترمہ ایمنہ بی بی اہلیہ چوہدری عبداللہ خاں صاحب نمبردار پریذیڈنٹ اور خاکسارہ سکرٹری اور محترمہ رابعہ بی بی صاحبہ اہلیہ چوہدری عبدالمالک صاحب نائب تحصیلدار خزانچی مقرر ہوئیں۔ اور چوہدری عبدالمالک صاحب نائب تحصیلدار کے مکان پر جلسہ منعقد ہوا۔ پہلے تلاوت قرآن شریف محترمہ ایمنہ بی بی اہلیہ چوہدری عبداللہ خاں صاحب نمبردار نے کی۔ بعد ازاں محترمہ سکینہ بی بی نے سورۃ مزمل بڑی خوش الحانی سے پڑھکر سُنائی۔ پھر دو غیر احمدی لڑکیوں نے نظمیں پڑھکر

KHILAFAT LIBRARY

سُنائیں۔ پھر خاکسارہ نے صبر شکر گذاری پر تقریر کی۔ بعدازاں ہمشیرہ امۃ الحفیظ بیگم نے خدا تعالیٰ کی ہستی پر تقریر کی۔ دو چھوٹے لڑکوں نے بھی نظمیں سُنائیں۔ بہت سی غیر احمدی عورتیں بھی جلسہ میں شریک ہوئیں قرار پایا کہ رمضان شریف کے مہینے میں ہفتہ وار جلسہ کریں۔ اور بعد میں ماہوار۔ دُعا کے بعد جلسہ برخاست ہُوا۔ دُعا کریں خدا تعالیٰ ہمیں اس کام میں کامیابی عطا فرمائے ÷

خاکسارہ امینہ بیگم بنت ماسٹر الیاس الدین صاحب
سکرٹری لجنہ اماء اللہ بہلولپور چک ۱۲۷ ضلع لائلپور

نمازوں کی فلاسفی

میری بزرگ بہنو! یہ جو پانچ وقت کی نمازیں جو ہر ایک مسلمان مرد اور مسلمان عورت پر اللہ تعالیٰ نے فرض کی ہیں۔ ان کی فلاسفی یہ ہے کہ وہ ہمارے حالات کا ایک فوٹو ہے محترم بہنو! ہماری زندگی کے لازم حال پانچ تغیر ہیں جو بلا کے وقت ہم پر وارد ہوتے ہیں۔ اور ہماری فطرت کے لئے انکا وارد ہونا بھی ضروری ہے۔

اوّل (۱) جبکہ ہم کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ تم پر ایک بلا آنیوالی ہے مثلاً جیسے ہمارے نام عدالت سے ایک وارنٹ جاری ہُوا یہ پہلی حالت ہے جس نے ہماری تسلی اور خوشحالی میں خلل ڈالا۔ سو پیاری بہنو! یہ حالت زوال کے وقت سے مشابہ ہے۔ کیونکہ اس سے ہماری تسلی میں زوال آنا شروع ہُوا تو اس کے مقابل پر نماز ظہر متعین ہوئی جس کا وقت زوال آفتاب سے شروع ہوتا ہے ÷

(۲) نماز عصر دوسرا تغیر اسوقت ہم پر آتا ہے جبکہ ہم بلا کے محل سے بہت نزدیک ہوں۔ مثلاً جبکہ ہم بذریعہ وارنٹ گرفتار ہو کر حاکم کے سامنے پیش ہوتے ہوں یہ وہ وقت ہے کہ مارے خوف کے ہمارا خون خشک ہو رہا ہو اور تسلی کا نور ہم سے رخصت ہونے لگے سو یہ حالت ہماری اسوقت سے مشابہ ہے جبکہ آفتاب سے نور کم ہو جاتا ہے اور نظر ہماری اسپر جم سکتی ہے۔ اور صریح نظر آتا ہے۔ کہ اب اس کا غروب نزدیک ہے۔ بس روحانی حالت کے مقابل پر نماز عصر مقرر ہوئی ہے ÷

(۳) نماز مغرب تیسرا تغیر ہم پر اسوقت آتا ہے۔ جو اس بلا سے رہائی پانے کی بکلی امید منقطع ہو جاتی ہے۔ مثلاً جیسے ہمارے نام فرد قرارداد جرم لکھی جاتی ہے۔ اور مخالفانہ گواہ ہماری ہلاکت کے لئے گذر جاتے ہیں سو یہ وہ وقت ہے کہ جب ہمارے حواس خطا ہوئے ہوں اور ہم اپنے تئیں ایک قیدی سمجھ لیتے ہوں سو یہ حالت اسوقت سے مشابہ ہے جبکہ آفتاب غروب ہو جاتا ہے اور تمام امیدیں دن کی روشنی کی ختم ہو جاتی ہیں۔ سو عزیز بہنو! اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز مغرب مقرر ہے ÷

(۴) نماز عشا چوتھا تغیر ہم پر اسوقت آتا ہے کہ جب بلا ہم پر وارد ہو جاتی ہے اور اسکی سخت تاریکی ہم پر احاطہ کر لیتی ہے۔ مثلاً جبکہ فرد قرارداد جرم اور شہادتوں کے بعد حکم سزا ہم کو سُنایا جاتا ہے اور قید کے لئے ایک پولیس مین کے حوالے کیا جاتا ہے۔ سو یہ حالت اسوقت کے مشابہ ہے جبکہ رات پڑ جاتی ہے اور ایک سخت اندھیرا چھا جاتا ہے اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز عشا مقرر ہے ÷

(۵) نماز صبح پھر جبکہ ہم ایک مدت تک اس مصیبت کی تاریکی میں بسر کر چکتے ہیں تو پھر آخر خدا کا رحم ہم پر جوش مارتا ہے اور ہم کو اس تاریکی سے نجات دیتا ہے۔ مثلاً جیسے تاریکی کے بعد صبح نکلتی ہے اور پھر وہی روشنی دن کی اپنی چمک کے ساتھ ظاہر ہو جاتی ہے سو اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز فجر مقرر ہے ÷

میری پیاری بہنو! اللہ تعالیٰ نے ہمارے فطرتی تغیرات میں پانچ حالتیں دیکھ کر پانچ نمازیں ہمارے لئے مقرر کی ہیں تاکہ ہم اس سے سمجھ سکیں کہ یہ خاص ہمارے نفس کے فائدے اور اصلاح کے لئے ہیں۔ مگر کیا ہی افسوس ہے ان عورتوں اور ان مردوں پر جو باوجود مسلمان کہلانے کے پھر بھی اسکو خاص توجہ اور پابندی سے ادا نہیں کرتے۔ انکی عقلوں پر کیسے پتھر پڑ گئے۔ انکو یہ علم نہیں ہے کہ یہ نماز جو ہے در اصل ہی نجات کا ذریعہ ہے دیکھو بہنو! اللہ پاک قرآن شریف میں کیا فرماتا ہے واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ کہ مدد چاہو ساتھ صبر اور نماز کے۔ اور دوسری جگہ فرماتا ہے:۔ ان الصلوٰۃ تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر۔ البتہ

نماز جو ہے یہ تم کو ہر طرح کی برائیوں اور بدیوں اور گناہوں سے بچاتی ہے۔ مگر افسوس صد افسوس آجکل کے لوگوں نے اسکی طرف سے توجہ بہت کم کردی اور بہت سا رونا آتا ہے ان پر جو بڑی نمازن کہلاتی ہیں۔ اگر ان کی نماز پڑھنے پر نظر ڈالی جائے تو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے مرغی نے دانہ چگا۔ نہایت ہی جلدی سجدے میں سجدہ دے مارا انکو اس کے پڑھنے اور اسکے فائدے اور نتیجے سے کوئی سروکار نہیں ایک واجب ٹیکس یا چٹی سمجھ کر اپنے سر سے اتار دیا۔ وہ بھی اس خیال سے تاکہ ہم کو دنیا کہے کہ یہ بھی نماز پڑھتی ہیں نمازن ہیں۔ تو میری محترم بہنو! اس کی وجہ یہی ہے کہ انکو اس لذت اور سرور کی اطلاع نہیں ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے نماز کے اندر رکھی ہے۔ اور بڑی بھاری وجہ اسکی یہی ہے کہ بہت سے شہروں اور گاؤں میں نہایت سستی اور غفلت ہوتی ہے سو میں سے پچاس بھی ایسے نظر نہیں آتے جو پوری مستعدی اور سچی تڑپ سے اپنے مولا کے حضور سر جھکائیں کیا وہ صرف گوشت کھانے اور نام کے مسلمان اسلام کو دھبہ لگانیوالے ہیں کیا انکو مرنا نہیں ہے پھر وہ اللہ تعالیٰ کے حضور کیا منہ دکھائینگے جب وہ پوچھیگا نماز کے متعلق۔ تو وہ کیا جواب دینگے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کا ذکر ہے کہ آپ نے فرمایا میرا دل چاہتا ہے کہ ان گھروں میں آگ لگا دوں جو نماز کے لئے نہیں اٹھتے۔ مگر کیا کروں معصوم بچوں پر ترس آتا ہے۔ سوچا ئیے ایسا نرم دل اور حلیم مزاج انسان جو کبھی دشمن کے ساتھ بھی سختی سے پیش نہ آئے لیکن دیکھو نماز نہ پڑھنے والوں پر انکو بھی اتنا سخت غصہ آیا کہ ان لوگوں کے گھروں کو جلا دینے پر آمادہ ہو گئے مگر معصوم بچوں کا خیال دامنگیر ہوا۔ اور کہاں تک لکھوں بعض گھروں کی عورتوں کے منہ سے تو میں نے اپنے کانوں سے یہ الفاظ سنے ہیں کہ بچپن اور جوانی میں بھی کہیں نماز پڑھی جاتی ہے جب بڈھے ہونگے تو نماز پڑھ لینگے۔ توبہ توبہ اللہ تعالیٰ بچائے رکھے شیطانی حملوں سے۔ اب میں اپنا مضمون ختم کرتی ہوں اور اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرتی ہوں کہ اللہ پاک ہماری سب احمدی بہنوں اور احمدی بھائیوں کو یہ توفیق عطا فرمائے کہ وہ پابندی سے وقت پر ہمیشہ نمازیں ادا کرتے رہیں۔ آمین ثم آمین۔

راقمہ خاکسار لیاقت زمانی بیگم بلب گڑھ
ضلع گوڑگانواں

عید

لایا ہلال مژدۂ بے اختیار عید
شکرِ خدا کہ پھر نظر آئی بہارِ عید

دنیا سرور و نور کی موجوں میں غرق ہے
کس درجہ جانفزا ہے نسیمِ بہارِ عید

کوثر لٹاتی آتی ہیں مستانہ بدلیاں
ہاں تشنہ لب رہے نہ کوئی "روزہ دارِ عید"

بچھڑی ہوئی سہیلیاں یوں ملتی ہیں گلے
ہو جس طرح کہ عید کوئی ہمکنارِ عید

معصوم بچے جاگتے ہیں کس خوشی سے آج
گویا کہ ہیں ملائکِ شب زندہ دارِ عید

ہے منتظر سوئیوں کا ہر ایک روزہ دار
قائم انہی سوئیوں سے ہے تو بہارِ عید

مردوں سے بڑھ کے آج خواتین کی ہے عید
ہو اب ملک میں صبح سے مصروفِ کارِ عید

نہلائیں بچوں کو کہ سوئیاں پکائیں یہ
مردوں کو کپڑے دیں کہ منائیں بہارِ عید

لیکن انہی کا دم ہے کہ کرتی ہیں انتظام
اور اس کے بعد اٹھاتی ہیں لطفِ بہارِ عید

(اختر شیرانی)

خریداران مصباح توجہ کریں

جن خریداران مصباح کے ذمے چندہ مصباح بابت سنہ ۱۹۳۰ء بقایا تاحال ہے یا جن کی طرف سے سنہ ۱۹۳۱ء کی پیشگی قیمت وصول نہیں ہوئی حالانکہ ان کی خدمت میں یکم جنوری سے اخبار باقاعدہ جا رہا ہے وہ سب صاحبات مہربانی فرما کر بذریعہ منی آرڈر چندہ ادا فرمائیں ماہ فروری میں انتظار کیا جائیگا اسکے بعد مارچ میں وی پی ہونگے جو امید ہے وصول کر لئے جائیں گے۔

(مینیجر مصباح۔ قادیان)

اخبار مصباح - قادیان دارالامان مورخہ ۱۵ فروری ۱۹۳۱ء
جلد ۵ نمبر ۵
رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۰۰٦
اخبار مصباح - قادیان دارالامان ضلع گورداسپور (پنجاب)

دستکاری

دو بہنوں میں عید کا مصافحہ

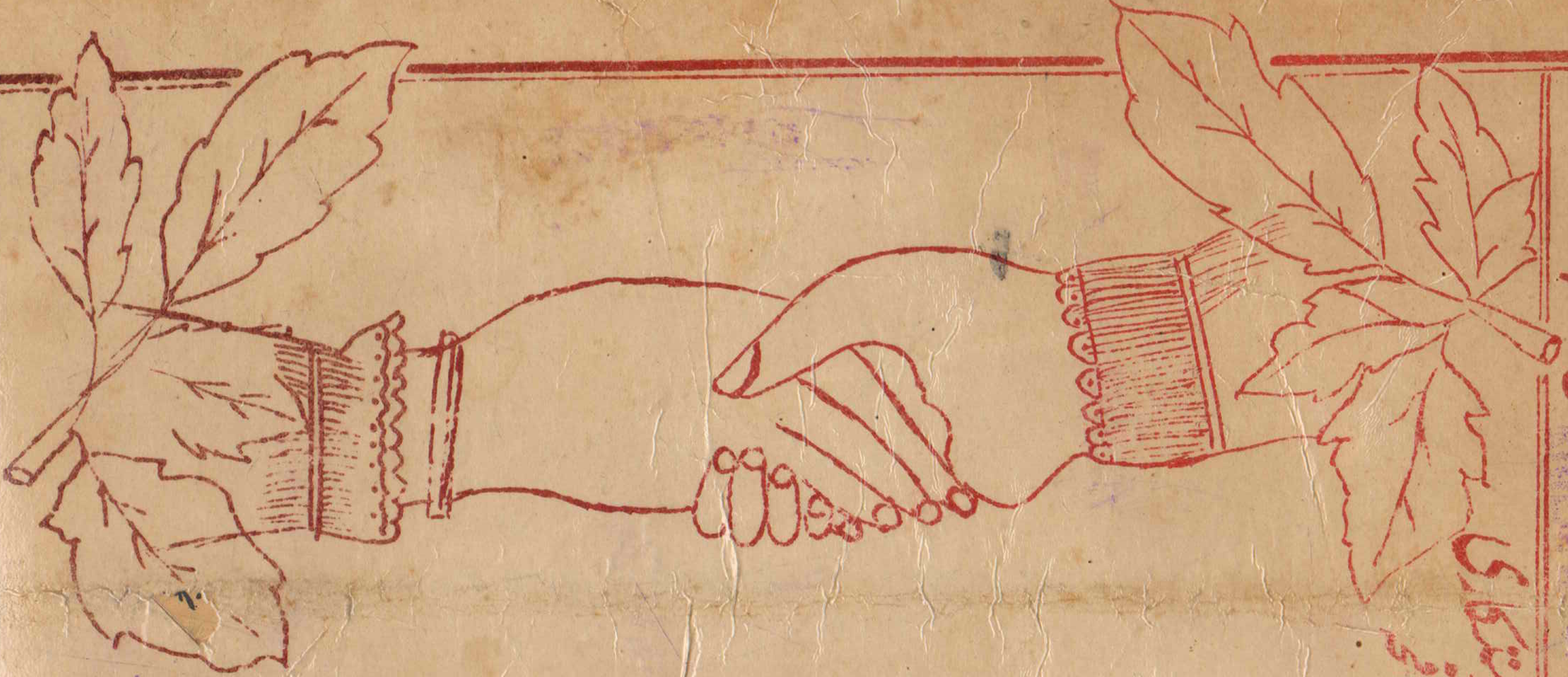

سب سے پہلے جس چیز پر کاڑھنا مقصود ہو۔ کاربن پیپر کے ذریعے کپڑے پر اُتار لیجئے۔ پھر کسی موزون رنگ کے ڈی۔ ایم۔ سی کاٹن سے ہوشیاری سے کاڑھ لیجئے۔ یہ نقشہ رومال پر بھی اچھا ہوگا۔ مگر کاڑھنے کے لئے مہین ریشم چاہیئے ہے۔

میز پوش کے عین درمیان میں یہ نقشہ بنائیں۔ چاروں کونوں میں کوئی عمدہ کروشیا کا کونہ بنا دیں۔ اور اطراف میں خوبصورت سی جھالر لگا لیں۔ ایسا خوب صورت میز پوش تیار ہوگا۔ کہ آپ مجھے یاد کرتی رہیں گی۔

فاطمہ بنت محمد حسین صدیقی۔ بنگلور سٹی
(تہذیب النسواں)

بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا کر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا